لا اکراہ فی الدین ..... القرآن

جسٹس کیکاؤس کی قائم کردہ انجمن خدام اسلام کے سیکرٹری جنرل انور قریشی کے پمفلٹ

پاکستان میں

۲ دو قانون کیوں

؟

کا جواب باصواب

دین اسلام میں جبر کیوں ؟

maablib.org

(از)

استاذ العلماء خطیب جامع مسجد شیعہ میانی، پرنسپل مدرسہ مخزن العلوم الجعفریہ

علامہ سید گلاب علی شاہ نقوی

ناشر : مکتبہ کاظمیہ شیعہ میانی ملتان

اس وضاحت سے بخوبی ثابت ہوجاتا ہے کہ یہ تصور غیر اسلامی ہے کہ ایک پبلک لا رہتا ہے اور ایک پرسنل لا ۔ اور پبلک لا مذہب اکثریت کے مطابق ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ درست ہو تو پھر مسلمانوں پر ہمیشہ کفار کی حکومت رہے کیونکہ مسلمان ہمیشہ عالم دنیا کے کفار کے مقابلہ میں اقلیت میں رہے اور آج بھی اقلیت میں ہیں۔ حالانکہ اسلامی رو سے کفار کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں جیسا کہ آیت مبارکہ " ولن یجعل اللّٰہ للکافرین علی المسلمین سبیلا " سے ظاہر ہے۔ اس لئے حکومت کا حق اکثریت اور اقلیت دونوں کو حاصل ہو سکتا ہے بشرطیکہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے استحقاق حکومت حاصل ہو۔

اکثریت اور اقلیت ہر دو کے عقیدہ کا تحفظ لازم ہے۔

ایک انصاف پرور اور دانشمند حاکم کے لئے لازم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے دائرہ حکومت میں بسنے والے تمام فرقوں کے عقائد کا تحفظ کرے۔ خواہ وہ خود جس فرقہ سے شمار ہو مگر ہمارے ممدوح کہتے ہیں کہ حاکم پر صرف اکثریت کے عقیدہ کی حفاظت ضروری ہوتی ہے۔ حکومت بھارت پر مسلمانوں کی حفاظت اور ان کے عقائد کو تحفظ دینا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح کہ ہندو مذہب کے عقائد کی حفاظت ضروری ہے۔ حکومت بھارت کے لئے یہ ہرگز روا نہیں کہ وہ مسلمانوں کو کچل ڈالے اور صرف ہندو مذہب کی حفاظت کرے۔ اور اسی طرح چین، جاپان، امریکہ، روس وغیرہ کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ مسلم اقلیت کے حقوق پامال کریں۔ لہٰذا اسلامی سلطنت بھی قرآن حکیم کی رُو سے ذمہ دار ہے کہ وہ ہر فرقہ کو آزادی دے اور اُن کا تحفظ کرے۔ کیونکہ قرآن نے فرمایا۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ کہ دین میں جبر جائز نہیں۔ اقلیت اور اکثریت ہر دو اپنے اپنے عقیدہ میں آزاد و خود مختار ہیں۔

اکثریت کی رائے اور عمل، حق کو باطل، اور باطل کو حق نہیں بنا سکتے

حق اپنے مقام پر ہمیشہ حق ہوتا ہے خواہ اکثریت اس کی مخالفت کرے اور باطل اپنے مقام پر ہمیشہ باطل رہتا ہے خواہ اکثریت اس کی حامی ہو جائے۔ اکثریت کی مخالفت حق کو باطل نہیں بنا سکتی۔ اور اکثریت کی موافقت و حمایت باطل کو حق نہیں بنا سکتی۔ اسلام حق ہے اور دنیا میں غیر مسلم اقوام مسلمانوں کی نسبت بڑی اکثریت میں ہیں اور وہ اسلام کے مخالف ہیں مگر پھر بھی اسلام حق ہے اس اکثریت کی مخالفت سے اسلام کی حقانیت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ قدرت کا ارشاد ہے ہ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دین صرف اسلام ہے جو شخص اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے دین کو اختیار کرے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے اسلامی نظریہ کے مطابق اکثریت کی کوئی وقعت نہیں اکثریت کا نظریہ حق بھی ہو سکتا ہے۔ اور باطل بھی ہو سکتا ہے۔ اکثریت کے عمل نظریہ کو محض اس لیے حق قرار نہیں دیا جا سکتا کہ وہ اکثریت کا نظریہ یا عمل ہے۔ حقانیت کی بنیاد قرآن کریم اور حدیث شریف کی موافقت پر قائم ہے۔ اکثریت کی حمایت پر نہیں۔ بلکہ قرآن کریم میں اکثر و بیشتر اکثریت کی مذمت اور اقلیت کی مدح واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے۔ قلیل من عبادی الشکور۔ کہ میرے بندوں میں سے تھوڑے ہیں جو شکر گزار ہیں یعنی اکثریت ان میں ناشکرے اور کفران کرنے والے ہیں۔

نیز فرمایا۔ إن اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثرہم لا یشکرون۔ کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں پر احسان کرنے والا ہے لیکن اکثر ان میں سے شکریہ ادا نہیں کرتے بلکہ کفران کرتے ہیں۔

نیز فرمایا۔ قل الحمد للہ بل اکثرہم لا یعلمون۔ کہہ دو کہ سب تعریفیں

اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں بلکہ اکثر اس کا علم نہیں رکھتے یعنی جاہل ہیں نیز فرمایا :۔ لا یخلف اللہ وعدہٗ و لکن اکثر الناس لا یعلمون ۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے ۔ جاہل ہوتے ہیں ۔ نیز فرمایا ۔ منھم المومنون و اکثرھم الفاسقون ۔ کہ بعض اُن میں سے مومن ہیں اور اکثر اُن میں سے فاسق ہیں ۔ نیز فرمایا ۔ و ان اکثرکم فاسقون ۔ کہ اکثر تم میں سے فاسق ہیں ۔

اکثریت کی مذمت میں آیات اس کثرت سے ہیں کہ ان کا احصاء اس وقت ممکن نہیں لہٰذا اکثریت کو وہ شرف حاصل نہیں جو ہمارے ممدوح کے خیال میں ہے وہ مغرب کے نظریات سے متاثر ہیں اگر قرآن و حدیث سے متاثر ہوتے تو پھر بخلافِ قرآن اکثریت کو تمام فضائل کا مرکز قرار نہ دیتے ۔

سربراہ مملکت پاکستان اکثریتی و اقلیتی ہر دو فرقوں کا فرد ہو سکتا ہے

مملکتِ پاکستان کی سربراہی کا شرف قابلیت ۔ استعداد اور کردار کی بلندی پر موقوف ہے ۔ یہ کوئی شرط نہیں کہ وہ اکثریتی فرقے کا ہی فرد ہو ۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح مرحوم اکثریتی فرقے کے فرد نہیں تھے لیکن اُن کی قابلیت اور استعداد کی بلندی کے باعث انہیں یہ شرف حاصل ہُوا کہ آج تک اُن کی تصویر پاکستان کے کرنسی نوٹوں پر بھی حکومت کر رہی ہے ۔ اور سابقاً ذکر ہو چکا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسلامی سلطنت کے پہلے سربراہ تھے ۔ اور اہلِ اسلام اہلِ کفر کے مقابلہ میں بہت بڑی اقلیت میں تھے ۔ قریشی صاحب کی طرف سے یہ اظہار کہ سربراہ مملکت اکثریت کا فرد ہونا چاہیے یہ بھی اہلِ پاکستان میں پھوٹ ڈالنے اور فساد کو ہوا دینے کی ایک چال ہے ورنہ دنیا کے

کئی ممالک میں اقلیت کے افراد سربراہ ہیں۔ عراق میں بعث پارٹی اقلیت میں ہے اور عراق کا سربراہ اسی اقلیت کا فرد ہے۔ نیز افریقہ کی سفید نام اقلیت کا فرد اُن کی حکومت کا سربراہ ہے۔ علاوہ ازیں دنیا میں کئی اور ایسی مثالیں موجود ہیں جن کی سربراہی اقلیت کے ہاتھ میں ہے۔ یہ کوئی لازم نہیں کہ سربراہی اکثریت کو حاصل ہو۔ اور قرآن و حدیث کی رُو سے بھی اکثریت کا بھی حق نہیں ہو سکتا۔ سابقاً بیان ہو چکا کہ قرآن پاک میں اکثر و بیشتر طور پر اکثریت کی مذمت کی گئی ہے اس لیے پاکستان میں مذہبی مشاورتی امور وغیرہ ہر ادارے میں شیعہ کو بھی برابر کا حق حاصل ہونا چاہیئے۔

عقائد شیعہ و سُنیہ کا بے جا تذکرہ۔

پمفلٹ مذکور کے مؤلف نے بلاوجہ شیعہ عقائد کا ذکر چھیڑا ہے۔ جن میں حق و باطل کو باہم مخلوط کیا ہے اور کتمان حق سے کام لیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ و لا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق و انتم تعلمون اس سے روگردانی کرتے ہوئے کئی ایسی چیزوں کو شیعہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ جن سے شیعہ کا دامن پاک ہے۔ مثلاً لکھتے ہیں کہ امام آخر الزمان مہدی علیہ السلام کا جب ظہور ہوگا۔ تو سب سے پہلے محمد مصطفےٰ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اور پھر حضرت علی بیعت کریں گے۔ یہ شیعہ پر بہتان ہے۔ شیعہ کا دامن اس سے پاک ہے۔

نیز شیعہ کی طرف یہ عقیدہ بھی منسوب کیا ہے کہ شیعہ کے ہاں امام کا درجہ رسولؐ خدا کے برابر ہوتا ہے۔ حالانکہ شیعہ اس کے ہرگز قائل نہیں ہیں۔ شیعہ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم کا درجہ ہر مخلوق سے بلند ہے۔

لکھا ہے کہ سُنی احباب عقیدہ امامیہ کے معتقد نہیں ہیں کیونکہ قرآن و سنت سے اس کا ثبوت نہیں ملتا ہے اور ہمارے نزدیک قرآن و سنت ہی حق و باطل کی کسوٹی ہے۔ انتہی